© rasailojaraid.com

میری گزارشات نظری نہیں، بلکہ عملاً تین دہائیوں سے زائد عرصے سے شعبۂ تعلیم سے وابستگی کی بنا پر ہیں۔

جامعات کے ماحول کا مجھے پوری طرح علم ہے لیکن کیا اس بنا پر اصلاح کے عمل کا آغاز ہی نہ کیا جائے۔ کیا اس ملک میں ایسی ہزاروں لاکھوں بچیاں آج موجود نہیں ہیں جو انھی جامعات سے مختلف مضامین میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے ساتھ، اسلام کی دعوت دینے اور اس پر خود عامل ہونے کی اعلیٰ مثالیں پیش کرتی رہی ہیں، اور آج انھی میں سے بعض، پارلیمنٹ میں اسلامی تشخص کے ساتھ ملک کے معاشرتی، سیاسی، تعلیمی اور معاشی مسائل پر، بربنائے علم و تجربہ مناسب مشورہ دینے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔

والدین کے نقطۂ نظر سے اپنی اولاد کا تحفظ اور خصوصاً دین و حیا کی فکر ایک فطری امر ہے لیکن یہ سمجھنا بے بنیاد ہے کہ ہر طالبہ جو یونی ورسٹی میں داخلہ لے گی معصیت کی مرتکب ہو کر رہے گی، اور ہر وہ طالبہ جو بی اے یا میٹرک کر کے گھر میں بیٹھ رہے گی، لازماً تقویٰ، علم اور معروف کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہوگی۔

بلاشبہہ، اسلام نے ایک معاشرتی ترجیحی حکمت عملی تجویز کی ہے۔ لیکن خود گھر کے اندر اسلام پر عمل کرنے اور کرانے کے لیے بھی خاتونِ خانہ کو اعلیٰ ترین تعلیم کی ضرورت ہے۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف اس کی اجازت دی، بلکہ ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے دین، نسل اور عقل کے تحفظ کے لیے علم حاصل کرے۔

ممکن ہے بعض صورتوں میں ایسا ہی ہو کہ یونی ورسٹی میں تعلیم کا مقصد محض اسناد کا حصول ہے۔ لیکن چند افراد کی اس محدود اور جامد فکر کی بنا پر مصالح عامہ کے خلاف، خواتین کو حصولِ علم کے اعلیٰ مواقع سے محروم کر دینا دین کے مقاصد کے منافی ہے۔ اگر موجودہ تعلیمی مراکز میں بعض پہلو کمزور ہیں تو اس کمی کو دُور کیجیے، جامعات کے معیار کو بلند کیجیے، وہاں ایسے اساتذہ لائیے جو علم پر پورا عبور رکھتے ہوں۔ طالبات کے لیے ایسی جامعات بنائیے جہاں پورے کا پورا عملہ صرف خواتین پر مشتمل ہو۔ لیکن جب تک یہ سارے کام بحسن و کمال پورے نہ ہو جائیں، طالبات کو اعلیٰ تعلیم سے محروم کرنے کی غلطی نہ کریں۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

© rasailojaraid.com